طلاق

کے آسان مسائل

مؤلف: مفتی محمد قاسم عطاری

ناشر:
المدینۃ العلمیۃ

[illegible] 18752 [illegible] ilmia26@hotmail.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

'المدینۃ العلمیۃ۔ ایک تعارف'

بحمدِہٖ تعالٰی المدینۃ العلمیۃ ایک ایسا تحقیقی اور اشاعتی اِدارہ ہے جوعلمائے اہلسنّت خصوصاً اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گراں مایہ تصنیفات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر سہل ترین اسلوب میں پیش کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ الحمدللہ عزوجل اس انقلابی عزم کی تکمیل اپنے ابتدائی مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔

المدینۃ العلمیۃ کا منصوبہ بفضلہٖ تعالیٰ وسیع پیمانہ پر مشتمل ہے جس میں علوم مروّجہ کی تقریباً ہر صنف پر تحقیقی واشاعتی کام شامل منشور ہے یوں وقتاً فوقتاً گراں قدر اسلامی تحقیقی لٹریچر منظرِ عام پر لاکر متعارف کروایا جائے گا اور علوم اسلامیہ کے محققین حضرات کے ذوقِ تحقیق کی تسکین کا بھی وسیع پیمانہ پر سامان کیا جائے گا نیز مرورِ زمانہ کی وجہ سے جن تصنیفات کا لب ولہجہ اور اندازِ تفہیم متاثر ہو چکا ہے ان کو نئے اسلوب وآہنگ اور جدید اندازِ تفہیم سے آراستہ کر کے ایک عام پڑھے لکھے فرد کیلئے قابلِ مطالعہ بنانا بھی المدینۃ العلمیۃ کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔

امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے المدینۃ العلمیۃ کی مضبوط ومستحکم لائحہ عمل کا حامل ہے جو اس کے قیام کی اغراض میں سے سب سے اوّلین ترجیح ہے۔ امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی وتحقیقی تصنیفات بلاشبہ علوم اسلامیہ کا شاہکار ہیں مگر عصرِ حاضر میں نشر واشاعت کے جو نئے رجحانات متعارف ہو چکے ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ علوم اسلامیہ کے ان شہ پاروں کو حواشی وتسہیل کے زیور سے آراستہ کر کے شائع کیا جائے جس سے نہ صرف یہ فائدہ ہوگا کہ ان تصنیفات کی مقبولیت میں اِضافہ ہوگا بلکہ ہر عام وخاص یکساں طور پر ان سے مستفید بھی ہو سکے گا۔

اس کے علاوہ دیگر جدید وقدیم علمائے اہلسنّت علیہم الرحمۃ کی تصنیفات کو مع تراجم، حواشی، تخریج اور شروح کے منظرِ عام پر لایا جا رہا ہے۔ جن میں نصابی اور غیر نصابی دونوں طرح کی تصنیفات شامل ہیں، نصابی کتب کے حوالے سے یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نہ صرف دینی مدارس کی نصابی کتب پر کام ہو رہا ہے بلکہ اسکول، کالجز اور جامعات کی نصابی کتب پر بھی کام منشور میں شامل ہے اس قدر وسیع پیمانہ پر تحقیقی کام یقیناً غیر تعاون کے ناممکن العمل ہے لہٰذا اسلامی علوم کے شائقین کے ہر طبقہ سے گزارش ہے کہ تحقیق واشاعت کے اس میدان میں ہمارے ساتھ علمی وقلمی تعاون کے سلسلے میں رابطہ فرمائیے۔ آیئے مل کر علوم اسلامیہ کے تحقیقی واشاعتی انقلاب کے لئے صف بہ صف کھڑے ہو جائیں اور اپنی قلمی کاوشوں سے اس کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

Email : ilmia26@hotmail.com

P.O. BOX. : 18752

مقدمه

دین اسلام کامل واکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ہمارے معاشرتی وانفرادی ارتقاء کامدار قانونِ اسلامی پرعمل میں ہے۔ زندگی کے ہرشعبے سے متعلق رہنما اصول موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ: ۳) ترجمۂ کنزالایمان : 'آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔'

دینِ اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ فرد کی شخصی تعمیر پر زور دیا ہے تا کہ انسان کی نجی، خاندانی اور تمدنی معاشرت ہر قسم کے ستم سے محفوظ رہے۔قوانین واحکامِ شریعت کو نافذ کرنے کیلئے سرکارِ دوجہاں علیہ الطیب التحیۃ و اجمل الثناء کی حیات مقدسہ کا اسوہ ونمونہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

اسلام نے فرد کا احترام کیا اسے اپنی مرضی سے پروان چڑھنے اور آزادانہ زِندگی گزارنے کی اجازت دی مگر کچھ حدود مقرر فرمائیں۔ معاشرتی ارتقاء انفرادی وشخصی تعمیر میں مضمر ہے اور یہ اصول کسی ذی فہم وفراست سے پوشیدہ نہیں کہ فرد ہی سے معاشرہ تکمیل پاتا ہے۔معاشرے کے افراد باہم متعلق ہوتے ہیں اور ان کے اس تعلق کو مختلف انواع کے اعتبار سے مختلف نام دیئے جاتے ہیں اور اس سلسلے میں اہم ترین تعلق زوجین کا بھی ہے۔اس کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ یہی رِشتہ قوموں میں باہم تعلق کا سبب بنا اور بن رہا ہے۔

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو افرادِ معاشرہ باہم ازدواجی رِشتہ سے منسلک ہو جائیں ان کے تعلقِ نکاح کو قائم رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور ان کی باہمی معاشرت ایسی ہو کہ جس سے انسانی معاشرے کا قصرِ رفیع تعمیر ہو۔اللہ جل مجدہ الکریم فرماتا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرۃ / ۱۸۷) ترجمۂ کنزالایمان : 'وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔'

جس طرح لباس پردہ ہے عیوب کو چھپاتا ہے، زِینت ہے حسن وجمال کو نکھارتا ہے۔ راحت ہے سردی وگرمی سے بچاتا ہے بعینہ، میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے پردہ، زینت اور راحت ہوں اور یوں ملت اسلامیہ کا ہر گھر جنت نظیر بن جائے۔اس کے برعکس اگر عدم موافقت ومخالفت کی کیفیت پیدا ہو جائے یا باہمی منافرت جنم لے تو اربابِ حل وعقد اس اختلاف وعدم اتفاق کی بیخ کنی کی بھرپور سعی کریں اور انہیں ذِہنی طور پر یکجا کریں کیونکہ ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے ابتداء موافقت اور پھر باہمی منافرت و تنازعات کی کیفیت ہوجاتی ہے۔جس کی وجہ سے یہ پاکیزہ رِشتہ قائم رکھنا مشکل بلکہ بعض اوقات ناممکن ہوجاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ رشتۂ ازدواج قائم رہے لیکن جب قوی اندیشہ ہو کہ عدم موافقت کی وجہ سے وہ باہم حدود اللہ قائم نہ رکھ سکیں گے

اور نکاح کے فوائد وثمرات فوت ہو جائیں گے تو اسلام نے طلاق اور اس کے متعلقات کا ایک ایسا مربوط نظام عطا فرمایا ہے کہ جس کے اپنے اصول وضوابط ہیں، ان میں بھی انسان کی فوز وفلاح پوشیدہ ہے مگر افسوس عوام الناس، اپنی لاعلمی وجہالت کی وجہ سے اس نظام کے چشمۂ صافی سے سیراب ہونے سے محروم ہیں۔ طلاق کے ہتھیار کو بے دریغ استعمال کرنے کی وجہ سے معاشرے کا امن وسکون اور اعلیٰ اقدار روبہ زوال ہیں۔ معاشرتی زندگی میں سخت بے چینی واضطراب ہے۔ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے بیسیوں واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے اور روح پر غم واندوہ چھا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسائل طلاق کو عام فہم انداز میں عوام الناس میں پیش کیا جائے۔

الحمدللہ! اس معاشرتی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ربّ کائنات عزوجل کے کرم اور محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل برادرِ محترم مفتی محمد قاسم قادری صاحب نے، اللہ تعالیٰ ان کے علوم اور فیوض وبرکات میں اِضافہ فرمائے، مسلمان بھائیوں کی خیرخواہی کے اس نظام کو متعارف کروانے کیلئے یہ کتاب تالیف فرمائی جو کہ آسان، عام فہم اور انتہائی سلیس انداز میں ہونے کے باوجود ربط وروانی، فقہی گہرائی وگیرائی اور جامعیت کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے۔

اِن شاءَ اللہ عزوجل اس کتاب پر عمل کرنے سے طلاق کے غلط استعمال کی وجہ سے معاشرے میں نفرت وعداوت کا جو رِستا ہوا ناسور قلق اور افتراق کے جراثیم پھیلا رہا ہے اس کیلئے مرہم کا کام دے گی۔

دعا ہے کہ اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یہ کتاب مقبول ہو اور مسلمانوں کیلئے مفید ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد نعیم العطاری المدنی

۹ جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ ...... بمطابق ۸ جولائی ۲۰۰۳ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر١۔ ایک شادی شدہ آدمی کو طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری ہیں یا نہیں؟

جواب۔ ہر شخص کو ان مسائل کا سیکھنا ضروری ہے جس کی اُسے موجودہ وقت میں ضرورت اور جن چیزوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے مثلاً نمازی کے لئے نماز کے فرائض، واجبات اور نماز کو فاسد یا ناقص کرنے والی چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے۔ یونہی روزہ رکھنے والے کے لئے روزہ کو توڑنے والی چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ تجارت کرنے والے کیلئے خرید وفروخت کے مسائل جاننا ضروری ہے۔ عورتوں کیلئے حیض ونفاس اور شوہر کے لئے بیوی کے حقوق اور مخصوص ایام میں اس کے قریب جانے کے مسائل سیکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح طلاق کے مسائل ہیں کہ جب تک طلاق کا موقع نہیں آیا تب تک طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری نہیں لیکن جب طلاق کا اِرادہ ہو اس وقت ضروری ہے کہ طلاق کے مسائل سیکھے کہ طلاق کس طرح دے؟ کن حالات میں طلاق دینا جائز ہے؟ کتنی طلاقیں دینا جائز ہیں؟ طلاق کے اور مسائل کیا ہیں؟ وغیرہ لہٰذا جو شخص بھی طلاق کا اِرادہ کرے تو اس وقت اُسے طلاق کے مسائل جاننا ضروری ہیں اور اس سے پہلے مستحب ہیں کہ موجودہ حاجت سے زائد مسائل کا سیکھنا مستحب ہے۔ (خلاصہ از فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ١٠، ص١٦)

سوال نمبر٢۔ کیا بلاوجہ عورت کو طلاق دینا جائز ہے؟

جواب۔ بلاضرورت عورت کو طلاق دینا جائز نہیں آج کل معمولی معمولی باتوں پر عورت کو طلاق دے دیتے ہیں اور بعد میں علمائے کرام کے پاس جا کر روتے ہیں۔ پہلے ہی سوچ سمجھ کر ایسا نازک فیصلہ کرنا چاہئے۔ ابوداؤد شریف میں حدیثِ پاک ہے، ’’اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب سے ناپسندیدہ حلال کام طلاق دینا ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص ٢٨٣) امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ رضویہ جلد ٥ کتاب الطلاق کے صفحہ نمبر ١ پر اور صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ امجدیہ ١٦٤/٢ پر بلاضرورت طلاق دینے کو ممنوع وگناہ قرار دیا ہے۔

سوال نمبر٣۔ کیا عورت کیلئے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟

جواب۔ اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے۔ تو عورت شوہر کے ساتھ خلع کرکے طلاق لے سکتی ہے لیکن شوہر کی طرف سے کسی قسم کی اذیت کے بغیر عورت کا اس سے طلاق کا مطالبہ حرام ہے چنانچہ حدیث مبارک میں ہے، ’’جس عورت نے اپنے شوہر سے بغیر شدید ضرورت کے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص ٢٨٣) آج کل عورتیں اعلیٰ قسم کا کھانا نہ ملنے پر، میک اَپ کا سامان نہ ملنے پر، رِشتے داروں کے ہاں جانے کی اِجازت نہ ملنے پر، گھر میں جدا کمرہ ملنے کے باوجود علیحدہ گھر کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر اور اسی قسم کی دیگر معمولی معمولی

باتوں پر طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں یہ ناجائز و گناہ ہے اور ایسی عورتیں مذکورہ بالا وعید کی مستحق ہیں اور ایسے ہی وہ ماں باپ اور بہن بھائی اور دیگر رشتے دار جو عورت کو مذکورہ وجوہات کی بنا پر طلاق لینے پر اُبھارتے ہیں اور شوہر کو دھمکاتے اور اس سے طلاق کا مطالبہ کرتے ہیں اور عورت کو جبراً گھر (میکے) میں بٹھا لیتے ہیں وہ سب اس گناہ اور وعید میں شریک ہیں اور بعض احادیث میں بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتوں کو منافقہ قرار دیا ہے۔

سوال نمبر۴۔ کیا عورت بذاتِ خود کورٹ سے طلاق لے سکتی ہے؟

جواب۔ طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے سکتا۔ آیتِ مبارکہ ہے، اَلَّذِی بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ (البقرۃ ۲۳۷) ترجمۂ کنزالایمان : 'وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے' اور حدیث مبارک ہے، اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ 'طلاق کا مالک وہی ہے جو عورت سے جماع کرے' لہٰذا اگر کورٹ نے شوہر کے طلاق دیئے بغیر یک طرفہ عورت کے حق میں فیصلہ کرکے طلاق دیدی تو اُسے طلاق نہ ہوگی اور اس عورت کا دوسرا جگہ نکاح کرنا حرام و زِنا ہے۔

سوال نمبر۵۔ عورت کو کن حالات میں طلاق دینا گناہ نہیں؟

جواب۔ عورت شوہر کو یا شوہر کے دیگر رشتے داروں کو تکلیف پہنچاتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی یا عورت بے حیا و زانیہ ہے تو ایسی صورت میں شوہر کیلئے طلاق دینا جائز ہے اور بعض صورت میں تو طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد ہے، یا ہیجڑا ہے یا اُس پر کسی نے جادو یا عمل کردیا ہے کہ وہ جماع پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے جبکہ عورت ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو۔

سوال نمبر۶۔ اگر طلاق غصّے میں دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے یعنی آدمی کی حالت پاگلوں والی ہو جائے ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق نہ ہوگی۔ لیکن ایسی حالت ہزاروں کیا لاکھوں میں کسی ایک کی ہوتی ہوگی اکثر یوں نہیں ہوتا بلکہ غصے کی آخری حالت یہی ہوتی ہے کہ رگیں پھول جائیں، اعضاء کانپنے لگیں، چہرہ سرخ ہو جائے اور الفاظ کپکپائیں۔ ایسی حالت میں یا اس سے کم غصے میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی اور آج کل یہی صورتِ حال ہوتی ہے۔ بعد میں کہتے ہیں، جناب! ہم نے تو غصے میں طلاق دی تھی ایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ طلاق عموماً غصّے میں ہی دی جاتی ہے خوشی اور پیار محبت کے دَوران تو شاید ہی کوئی طلاق دیتا ہو لہٰذا یہ عذر دُرست نہیں۔

سوال نمبر۷۔ اگر طلاق کے وقت عورت موجود نہ ہو تو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب۔ طلاق کے لئے بیوی کا وہاں موجود ہونا ضروری نہیں۔ شوہر بیوی کے سامنے طلاق دے یا دیگر رشتے داروں کے سامنے یا دوستوں کے سامنے یا بالکل تنہائی میں ہر حال میں اگر شوہر نے اتنی آواز سے الفاظِ طلاق کہے کہ اس کے کانوں نے سن لیے یا کانوں نے شور کی وجہ سے سُنے تو نہیں لیکن آواز اتنی تھی کہ اگر آہستہ سننے کا مرض یا شور وغیرہ نہ ہوتا تو کان سن لیتے ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ کسی دوسرے شخص کا موجود ہونا یا بیوی یا کسی دوسرے کا طلاق کے الفاظ سننا کوئی ضروری نہیں۔

سوال نمبر۸۔ اگر دوستوں سے یا بیوی سے مذاق کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دیدی تو ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب۔ طلاق کا معاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حدیثِ مبارک ہے، 'تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے (یعنی مذاق میں بھی وہی حکم ہے جو سنجیدگی میں ہے) نکاح، طلاق اور (طلاق کے بعد) رجوع کرنا۔' (مشکوۃ، ص ۲۸۴) لہٰذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق یا فلم ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

سوال نمبر۹۔ اگر کسی آدمی کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور دھمکی دینے والا اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے پر قادر بھی ہو اور اس نے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ اس مسئلے کی چند صورتیں ہیں:۔

(۱) اگر مجبور کرنے پر زبانی طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔

(۲) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی یا طلاق کے پرچے پر دستخط کر دیے اور دِل میں بھی طلاق کی نیت کر لی تو طلاق ہو گئی۔

(۳) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور نہ ہی دِل میں نیت کی تو طلاق نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۰۔ اگر طلاق کے وقت عورت لینے سے انکار کر دے یا طلاق کا پرچہ پھاڑ دے یا عورت کا باپ یا بھائی طلاق کا پرچہ پھاڑ دے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ طلاق کے لئے عورت کا قبول کرنا ضروری نہیں۔ شوہر نے جب طلاق کے الفاظ زبان سے ادا کر دیئے تو طلاق واقع ہو گئی۔ عورت یا اس کے گھر والے قبول کریں یا نہ کریں۔ یہی حال پرچہ پھاڑنے کا ہے البتہ اس میں مزید صورتیں بھی ہیں۔ جن کو تحریری طلاق میں بیان کریں گے۔

سوال نمبر ۱۱۔ اگر طلاق کے وقت عورت کو حیض یا حمل ہو تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ حیض اور حمل دونوں حالتوں میں طلاق ہو جاتی ہے البتہ حیض کی حالت میں طلاق دینا گناہ ہے اور اگر ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہوں تو رجوع کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حدیثِ مبارک میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تو نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ رجوع کر کے پھر طہر یعنی پاکی کے دِن گزر جائیں۔ پھر حیض کے دِن آئیں پھر جو دِن پاکی کے آئیں ان میں طلاق دے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ، ص ۲۸۳) لہٰذا جو شخص حیض کی حالت میں عورت کو ایک یا دو طلاقیں دے تو اس پر لازم ہے کہ رجوع کرے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینی ہے تو اس حیض کے بعد پاکی کے دِن گزر جائیں پھر حیض آ کر پاک ہو تو اب طلاق دے یہ حکم اُس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے اس کے بعد دوسرے طہر (پاکی کے دنوں) کے انتظار کی حاجت نہیں اور جہاں تک حمل میں طلاق دینے کا تعلق ہے تو اس صورت میں طلاق واقع بھی ہو جاتی ہے اور اس میں کچھ گناہ بھی نہیں۔ صرف دوسری صورتوں کی نسبت یہ فرق آتا ہے کہ عدت بچہ جننے تک ہو جاتی ہے۔ خواہ ایک دِن بعد جنے یا ۹ مہینے بعد۔

سوال نمبر ۱۲۔ اگر نشے یا نیند میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب۔ اگر کسی نے نشہ پی کر طلاق دی تو ہو جائے گی۔ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ یا افیون یا چرس یا کسی اور چیز سے۔ بہر صورت طلاق ہو جائے گی۔ البتہ اگر کسی نے اُسے مجبور کر کے یعنی قتل یا عضو کاٹ دینے کی دھمکی یا دھوکے سے نشہ پلا دیا، یا حالت اضطرار میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور کوئی حلال شے پینے کو نہ تھی تو ایسی حالت میں شراب وغیرہ نشہ کی چیز پی اور اس کے نشے میں طلاق دی تو واقع نہ ہوگی اور نیند میں دی جانے والی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

سوال نمبر ۱۳۔ اگر محض ڈرانے، دھمکانے کی نیت سے طلاق دی تو واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ طلاق دینے میں طلاق کی نیت کرنا ضروری نہیں۔ زبان سے طلاق کے الفاظ ادا ہو گئے تو طلاق ہو جائے گی۔ خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق سے یا ڈرانے، دھمکانے کی نیت سے حتیٰ کہ اگر زبان سے کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہو اور طلاق کے الفاظ نکل جائیں یا لفظ طلاق بولا مگر اُس کے معنی نہیں جانتا یا بھول کر یا غفلت میں طلاق دی ہر صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ لہٰذا عام طور پر لوگ جو عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ صرف ڈرانا مقصود تھا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

سوال نمبر۱۴۔ اگر کوئی نابالغ یا پاگل طلاق دیدے یا لڑکی نابالغہ یا پاگل ہو تو اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ پاگل نہ خود طلاق دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے ان کے ولی (سرپرست) دے سکتے ہیں اور یہ طلاق واقع بھی نہ ہوگی کیونکہ طلاق کے لئے شوہر کا عاقل، بالغ ہونا شرط ہے البتہ لڑکی نابالغہ یا پاگل ہے لیکن طلاق دینے والا عاقل و بالغ ہے تو طلاق ہو جائے گی۔ نابالغ لڑکے کا باپ جس طرح اپنے بیٹے کا نکاح کر سکتا اس طرح طلاق نہیں دے سکتا۔

سوال نمبر۱۵۔ اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا تو طلاق کب واقع ہوگی؟

جواب۔ اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا اگر تو فلاں رشتے دار کے گھر گئی تو تجھے طلاق ہے ایسی صورت میں اگر عورت اُس رشتے دار کے گھر گئی تو طلاق پڑ جائے گی لیکن طلاق اتنی ہی پڑیں گی جتنی اس نے کہیں مثلاً مذکورہ مثال کی صورت میں اُس رشتے دار کے گھر جانے سے ایک طلاق رجعی پڑ جاتی ہے اور اگر دو یا تین کو معلق کرتا تو اتنی طلاقیں ہی پڑتیں جتنی اس نے کہی تھیں۔

سوال نمبر۱۶۔ اگر کوئی غصے میں اپنی بیوی کو والدین یا کسی عزیز کے ہاں جانے سے منع کردے اور کہے اگر فلاں کے گھر گئی تو تجھے تین طلاق۔ لیکن بعد میں اس پر پچھتائے اور والدین سے ملنے کی اِجازت بھی دینا چاہے تو کیا کرے جس سے عورت والدین کے گھر جا بھی سکے اور تین طلاق بھی نہ ہوں؟

جواب۔ شوہر کو چاہئے کہ عورت کو ایک طلاق دیدے پھر عدت گزرنے کے بعد عورت والدین وغیرہ کے گھر جائے پھر شوہر اس سے نئے سِرے سے نکاح کرلے اب اگر عورت اس سابقہ ممنوعہ گھر جائے تو کوئی طلاق نہ ہوگی۔ لیکن یہ طریقہ اسی وقت کارآمد ہے جب شوہر پہلے زِندگی میں دو طلاقیں نہ دے چکا ہو اگر پہلے دو طلاقیں دے چکا تھا تو اب ہرگز طلاق نہ دے کہ اس صورت میں تیسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔ تو جس شے سے چھٹکارے کا اِرادہ تھا اُس میں پھنس جائے گا اور تین طلاق کی صورت میں حلالہ کے بغیر رجوع نہ ہو سکے گا۔ (بہارِ شریعت ۸/ ۴۴)

سوال نمبر۱۷۔ کیا طلاق کے علاوہ بھی کوئی صورت ہے جس سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے؟

جواب۔ شوہر کے وفات پانے سے عورت کا نکاح سے نکل جانا تو واضح ہے البتہ اگر معاذ اللہ شوہر مرتد یعنی کافر ہو جائے تو بھی نکاح ختم ہو جاتا ہے اور عورت عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ آج کل یہ صورت بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ لوگ قرآن مجید یا کسی شرعی مسئلے کو جانتے ہوئے بُرا کہہ دیتے ہیں یا دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں پر مطلع ہو کر اور ان پر شرعی حکمِ کفر جان کر بھی ان عبارتوں کے قائلین کو مسلمان کہتے ہیں یا کم از کم کافر ماننے سے اِنکار کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور عورت عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ جن دیوبندیوں کو کافر جاننا ضروری ہے وہ وہی ہیں جنہوں نے کفریہ عبارتیں کہیں مثلاً اشرف علی تھانوی وغیرہ اور وہ لوگ کافر ہیں جو ان عبارتوں پر مطلع ہو کر بھی انہیں مسلمان جانتے ہیں۔ آج کل کے وہ دیوبندی جن کو عقائد کا پتہ ہی نہیں، انہیں کافر نہیں کہیں گے۔ (فتاوی رضویہ ۴/ ۳۶۶، بہارِ شریعت ۷/ ۸۴)

سوال نمبر ۱۸۔ طلاق کے لئے کون سا لفظ بولا جائے؟

جواب۔ طلاق کے لئے ہمیشہ ایک طلاق کا لفظ بولنا چاہیے۔ تین طلاقیں یکبارگی ہرگز نہ دیں۔ لہٰذا طلاق دینی ہو تو یہ لفظ کہیں 'میں نے تجھے طلاق دی' یا کہے 'میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی' یا بیوی کا نام مثلاً ہندہ ہے تو کہے 'میں نے ہندہ کو طلاق دی' تین طلاق کا لفظ ہرگز نہ کہیں۔

سوال نمبر ۱۹۔ وہ کون سی طلاق ہے جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے؟

جواب۔ اگر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو شوہر رجوع کر سکتا ہے لیکن اس کی صورت یہی ہے کہ شوہر نے بیوی کو ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہوں۔ مثلاً یوں کہا تھا 'میں نے تجھے طلاق دی' یا یوں کہا تھا، 'میں نے تجھے دو طلاقیں دیں' یا ایک طلاق پہلے کبھی زندگی میں دی تھی اور ایک طلاق اب دی تو یہ دوسری طلاق ہوئی اب بھی رجوع کر سکتا ہے۔ (شامی ۲۳/۵)

سوال نمبر ۲۰۔ رجوع کا کیا مطلب ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس میں عورت کا راضی ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب۔ رجوع یا رجعت کا مطلب یہ ہے کہ جو عورت کو طلاق رجعی یعنی ایک یا دو طلاقیں دیں عدت کے اندر اُسے اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کے سامنے کہے 'میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا، یا میں نے اُسے واپس لیا، یا روک لیا' اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو بھی رجوع ہو جاتا ہے۔ رجوع کا دوسرا طریقہ یہ ہے، مرد بیوی سے جماع کرلے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے یا شہوت سے بدن کو چھولے وغیرہا۔

سوال نمبر ۲۱۔ وہ کون سی طلاق ہے جس کے بعد دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب۔ ایسی طلاق کو طلاقِ بائن کہتے ہیں۔ مثلاً شوہر صریح الفاظِ طلاق نہ کہے بلکہ یوں کہے تو مجھ پر حرام ہے یا طلاق کی نیت سے کہے 'میں نے تجھے آزاد کیا یا نکل یا چل یا جا یا دفع ہو یا شکل گم کر یا اور شوہر تلاش کر یا چلتی نظر آ یا بستر اُٹھا' وغیرہا کے الفاظ کہے یا طلاق کے الفاظ ہی یوں کہے 'تجھے سب سے گندی طلاق یا سب سے سخت طلاق' اس قسم کے الفاظ کہے تو اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوگی اور اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں صورت میں اگر مرد و عورت دونوں نکاح کرلیں تو رجوع ہو جائے گا۔ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس صورت میں عورت سے نکاح کے لئے اس کی اجازت و رضامندی ضروری ہے اگر وہ راضی نہ ہو تو نکاح نہیں ہو سکتا۔ یونہی اگر عورت کو ایک یا دو طلاقیں رجعی دی تھیں اور شوہر نے عدت میں رجوع نہ کیا حتی کہ عدت گزر گئی تو اب نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔ تب رجوع ہوگا اور ایسی صورت میں عورت کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر وہ راضی نہیں تو شوہر تنہا رجوع نہیں کر سکتا۔ (رد المحتار ۴۰/۵)

سوال نمبر۲۲۔ شوہر اگر عورت سے رجوع کرے تو اب اُسے کتنی طلاقوں کا حق حاصل ہوگا؟

جواب۔ اگر شوہر نے ایک طلاق کے بعد رجوع کیا تو دو طلاقوں کا اختیار ہے اور اگر دو طلاقوں کے بعد رجوع کیا تو ایک طلاق کا اِختیار ہے۔ یعنی زِندگی میں اُسے تین طلاقوں کا اختیار ہے اگر ایک طلاق چالیس سال پہلے بھی دی تو وہ بالکل ختم نہ ہوجائے گی دوبارہ اگر طلاق دی تو وہ دوسری شمار کی جائے گی پھر اگرچہ ستر سال بعد طلاق دے وہ تیسری شمار کی جائے گی اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہوجائے گی۔ البتہ اگر بالفرض ایک یا دو طلاقوں کے بعد عورت نے کسی اور مرد سے شادی کر لی پھر اُس مرد نے بھی جماع کے بعد طلاق دیدی تو اب اگر وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کرے تو اُسے نئے سرے سے تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوجائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ و شامی و عالمگیری)

سوال نمبر۲۳۔ جس عورت کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی اُسے طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ جس عورت کی رخصتی نہیں ہوئی یعنی اس کے ساتھ ایسی تنہائی میسر نہ ہوئی کہ جس میں وہ اس سے جماع کر سکے اگر اس سے پہلے طلاق دی تو واقع ہوجائے گی البتہ جس عورت سے خلوت ہوچکی اُس میں اور اِس غیر مدخولہ (جس سے خلوت نہ ہوئی) میں یہ فرق ہے کہ غیر مدخولہ کو اگر اکٹھی تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوجائیں گی یعنی یوں کہا 'تجھے تین طلاق' اور اگر کہا تجھے دو طلاق تو دو واقع ہوں گی اور اگر ایسی عورت کو یوں طلاقیں دیں تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا تجھے طلاق، طلاق، طلاق یا کہ تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک (تین مرتبہ) یعنی ایسی تمام صورتیں جن میں طلاق کے الفاظ کی صرف تکرار کرے تین طلاقیں نہ کہے تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی لغو قرار دی جائیں گی اور خلوت و تنہائی سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں مقرر کردہ مہر کا نصف دیا جائے گا مثلاً دس ہزار روپے مقرر ہوا تو پانچ ہزار دیا جائے گا اور اگر مقرر ہی نہ کیا گیا تھا تو ایک جوڑا دینا واجب ہے۔ اگر میاں بیوی دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجے کا اور اگر دونوں محتاج ہوں تو جوڑا معمولی قسم کا اور اگر ایک مالدار اور دوسرا محتاج ہو تو درمیانے درجے کا جوڑا دینا واجب ہے۔

سوال نمبر۲۴۔ وہ کون سی طلاق ہے جس کے بعد حلالہ کے سوا چارہ نہیں؟

جواب۔ اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو بغیر حلالہ کے چارہ نہیں خواہ یکبارگی تین طلاقیں دیں یا جدا جدا کر کے۔ ہر صورت میں اب بغیر حلالہ کے کوئی صورت دوبارہ نکاح میں آنے کی نہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے،

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر (شوہر نے) تیسری طلاق اسے (عورت کو) دی تو اب وہ عورت اسے (پہلے شوہر کیلئے) حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (البقرۃ / ۲۳۰)

اور یہی بات بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی حضرت رفاعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سے فرمائی۔

سوال نمبر ۲۵۔ خواہ مخواہ حلالہ کروانا کیسا ہے؟

جواب۔ حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا اس پر لعنت فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

سوال نمبر ۲۶۔ حلالہ کی کیا صورت ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو؟

جواب۔ اگر نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے تو گناہ نہیں مثلاً کوئی قابلِ اعتماد آدمی ہے اس کے سامنے ساری صورتِ حال بیان کردی جائے تو وہ عورت سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کرلے اور نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے پھر وہ آدمی نکاح کے بعد جماع کرکے طلاق دیدے تو اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر اچھی نیّت ہے تو اجر کا مستحق ہے پھر پہلا شوہر عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرلے۔ (بہارِ شریعت ۸/۴۷)

سوال نمبر ۲۷۔ کیا ایک وقت میں تین طلاقیں دی جاسکتی ہیں؟

جواب۔ ایک وقت میں تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ چنانچہ نسائی شریف میں حدیث ہے حضرت محمود بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کے بارے میں ذکر کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیدی تھیں تو نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی جلال میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا، کیا وہ شخص اللہ عزّوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلتا ہے حالانکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں حتیٰ کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں اُسے قتل کردوں۔ (مشکوٰۃ ۲۸۴)

لہٰذا تین طلاقیں اکٹھی نہ دی جائیں کہ گناہ ہیں البتہ اگر کسی نے تین طلاقیں اکھٹی دے دیں تو یقیناً واقع ہوجائیں گی۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں کتبِ علمائے اہلسنّت میں موجود ہے نیز اس لئے دارالافتاء اہلسنّت کنزالایمان مسجد بابری چوک (گرومندر) کراچی سے بھی تفصیل مدلّل فتوی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر ۲۸۔ کیا تین طلاقوں کے بعد خاندان کے بڑے لوگ صلح کرواسکتے ہیں اگر نہیں تو جو لوگ غیر مقلدین سے فتویٰ لے کر دوبارہ سابقہ بیوی کو گھر میں رکھ لیتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ جب تین طلاقوں کے بعد قرآن وحدیث کے فرامین سے عورت کا مرد پر حرام ہونا ثابت ہے تو خاندان کے بڑے یا غیر مقلدین ہرگز اللہ عزوجل کے حرام کو حلال نہیں کرسکتے۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالے کے بیوی رکھنا حرام ہے اور بے غیرتی ہے اور ایسی عورت سے مرد کا جماع کرنا حرام وزِنا ہے اور اس زنا کے گناہ میں مرد وعورت، خاندان کے صلح کرانے والے لوگ اور غیر مقلد سب شامل ہیں اور اس بے غیرتی میں سب شریک ہیں اور یہ ایسا زنا ہوگا جو ساری زِندگی ہوتا رہے گا کہ جب وہ مرد وعورت میاں بیوی نہیں تو ان کا جب بھی میاں بیوی والا تعلق ہوگا وہ زنا ہی ہوگا اور ہر مرتبہ سب افراد گناہ میں شریک ہوں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جب بھی عورت کو طلاق دیں تو ایک طلاق دیں اور پھر چھوڑ دیں حتیٰ کہ عدت گزر جائے کہ اگر بعد میں صلح کا اِرادہ بنے تو بغیر حلالہ کے صلح ہوسکے۔

سوال نمبر ۲۹۔ جو بغیر حلالہ کے سابقہ بیوی کو رکھے اور اس کے ساتھ رشتہ داروں کو کیا سلوک کرنا چاہئے؟

جواب۔ ایسے شخص سے رِشتے داروں کو قطع تعلق کرنا چاہئے۔ اس سے لین دَین، بات چیت اور شادی وغمی میں آنا جانا بند کردیں تاکہ وہ مجبور ہوکر اس زِناکاری سے باز آجائے۔ حکمِ خداوندی ہے،

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمۂ کنزالایمان : اور اگر شیطان تجھے بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (الانعام ۷/۶۸)

سوال نمبر ۳۰۔ طلاق دینے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو ان پاکی کے دِنوں میں جن میں عورت سے جماع نہ کیا ہو ایک طلاق دی جائے اور چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ عدت کے دِن گزر جائیں اور اس سے کم اچھا طریقہ متعدد صورتوں پر مشتمل ہے۔

(۱) جس عورت سے خلوت نہ ہوئی اس کو طلاق دی جائے اگرچہ حیض کے دنوں میں ہو۔

(۲) جس سے خلوت ہوچکی اس کو تین طہروں (پاکی کے دنوں میں) تین طلاقیں دی جائیں ہر طلاق ایک طہر میں واقع ہو اور کسی طہر میں عورت سے جماع نہ کیا ہو اور نہ ہی حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کیا ہو۔

(۳) وہ عورت جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حاملہ یا حیض نہ آنے کی مدت کو پہنچی ہوئی عورت ان سب کو تین مہینوں میں تین طلاقیں دیں اگرچہ جماع کرنے کے بعد یہ سب صورتیں بھی جائز ہیں ان میں کچھ کراہت نہیں اور اس کے علاوہ حیض میں طلاق دینا یا ایک ہی طہر (پاکی کے دنوں) میں تین طلاقیں دینا یا جس طہر میں عورت سے جماع کیا اس میں طلاق دینا یا طلاق طہر میں دی

مگراس سے پہلے جو حیض گزرا اس میں عورت سے جماع کیا تھا یا پہلے والے حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی تھی یعنی وہ طلاق جس میں بغیر نکاح کے رجوع نہیں ہوسکتا جس کی تفصیل سوال ۲۱ کے جواب میں گزری ان سب صورتوں میں طلاق دینا بہت بُرا اور ممنوع ہے۔ مگر سب صورتوں میں طلاق ہوجائے گی۔ لہٰذا چاہئے کہ سب سے پہلا طریقہ اختیار کیا جائے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک طلاق شاید ہوتی ہی نہیں تین طلاقیں ہی صحیح طلاق ہوتی ہے۔ یہ بات دُرست نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو چکا۔

سوال نمبر ۳۱۔ اگر شوہر نے طلاق لکھ کر دی یا طلاق کی تحریر پر دستخط کئے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ جس طرح زبانی ہوجاتی ہے اسی طرح تحریری طلاق بھی ہوجاتی ہے بلکہ اس میں متعدد صورتیں ہیں:

(۱) خود طلاق کا مضمون تحریر کیا (۲) دوسرے کو مضمون تحریر کرنے کا کہا (۳) دوسرے نے اپنی طرف سے طلاق کا کاغذ لکھا شوہر نے کاغذ پڑھ کر یا مفہوم جان کر رضامندی کا اظہار کردیا یا دستخط کردیے (٤) پڑھوا کر تو نہیں سنا مگر یہ معلوم تھا کہ اس میں میری بیوی کو طلاق دی گئی ہے اس پر رضامندی کردی یا دستخط کردیے۔ ان تمام صورتوں میں رضامندی کا اِظہار کیا یا دستخط کئے یا انگوٹھا لگایا، طلاق واقع ہوجائے گی اور تحریری طلاق میں لکھ دینے سے ہی یا لکھے ہوئے پر دستخط کرنے تھے تو دستخط کرتے ہی طلاق ہوجائے گی۔ وہ کاغذ عورت تک پہنچے یا نہ پہنچے اور خواہ یہ خود یا کوئی اور وہ کاغذ پھاڑ دے۔ البتہ اگر تحریری طلاق کے الفاظ یہ ہوں 'میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تو تجھے طلاق ہے' تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی۔ عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور اگر اُسے تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً شوہر نے مذکورہ الفاظ تو لکھ دیے مگر وہ تحریر بھیجی نہیں یا پھاڑ دی یا راستے میں گم ہوگئی یا عورت کے باپ یا بھائی یا کسی رِشتے دار کو پہنچی اُس نے عورت تک پہنچنے سے پہلے ہی پھاڑ کر پھینک دی تو اب سب صورتوں میں طلاق نہ ہوگی۔ البتہ اگر یہ تحریر لڑکی کے باپ کو پہنچی اور اس نے وہ تحریر پھاڑ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں باپ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اُس شہر میں باپ کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۳۲۔ اگر مرد نے عورت کو تنہائی میں تین طلاقیں دیں اور اب انکار کرتا ہے تو عورت کیا کرے؟

جواب۔ شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں پھر انکار کرے اور عورت کے پاس گواہ نہ ہوں تو جس طرح ممکن ہو عورت اُس سے پیچھا چھڑائے مہر معاف کرکے یا اپنا مال دے کر اس سے علیحدہ ہوجائے۔ غرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح مرد نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے۔ مگر ہر وقت اِسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرے اور پوری کوشش اس کی کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے۔ یہ حکم نہیں کہ خودکشی کرلے عورت جب ان باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہرحال گناہگار ہے۔

سوال نمبر ۳۳۔ عورت کو جب طلاق ہو جائے، تو وہ کیا کرے۔ کیا طلاق کے بعد بھی شوہر کے ذمہ عورت کے کچھ حقوق رہتے ہیں؟

جواب۔ عورت کو جب طلاق ہو جائے تو وہ عدت گزارے گی اور شوہر کے ذمہ عدت کے دوران عورت کو رہائش اور خرچہ دینا لازم ہے۔ عورت اسی مکان میں عدت گزارے گی جس میں طلاق کے وقت شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ اگر کسی اور جگہ عورت گئی ہوئی تھی تو اطلاع ملتے ہی شوہر کے گھر پہنچ جائے۔

سوال نمبر ۳۴۔ عورت عدت کیسے گزارے گی؟

جواب۔ اگر عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہے تو عورت عدت میں بناؤ سنگھار کرے جبکہ شوہر موجود ہو اور عورت کو اس کے رجوع کرنے کی اُمید ہو اور اگر شوہر موجود نہیں یا عورت کو شوہر کے رجوع کرنے کی امید نہیں، تو زینت نہ کرے اور شوہر کا رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ بھی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے اور جب عورت کے مکان میں جائے تو خبر دیدے یا کھنکھار کر جائے یا اس طرح کہ عورت جوتے کی آواز سنے اور اگر عورت طلاق بائن یا وفات کی عدت میں ہے تو اُسے زینت کرنا حرام ہے۔ زینت نہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے، ہر قسم کے زیور سونے، چاندی، جواہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور کپڑے اور بدن پر خوشبو نہ لگائے۔ نہ تیل استعمال کرے، نہ کنگھی کرے، نہ سیاہ سرمہ لگائے۔ یونہیں سفید خوشبودار سرمہ بھی نہ لگائے۔ یونہی مہندی لگانا یا زعفران یا کسم یا گیرو کے رنگے ہوئے کپڑے یا سرخ کپڑے پہننا یہ سب ممنوع ہیں۔ البتہ سردرد کی وجہ سے سر میں تیل لگا سکتی ہے اور موٹے دندانوں کی کنگھی بھی کر سکتی ہے اور آنکھوں میں درد کی وجہ سے بقدر ضرورت سرمہ بھی لگا سکتی ہے۔ یعنی اگر رات کو سرمہ لگانا کفایت کرے تو رات ہی کو لگانے کی اجازت ہے۔ دن میں نہیں اور سفید سرمہ سے ضرورت پوری ہو جائے تو سیاہ سرمہ لگانا منع ہے۔ یونہی عدت میں چوڑیاں پہننا گلے میں ہار یا لاکٹ، کانوں میں یا ناک میں کانٹے بالیاں پہننا سب ممنوع ہے۔ (رد المحتار ۵/۲۱۷، ۲۱۹)

دورانِ عدت عورت گھر سے باہر بھی نہیں جا سکتی البتہ اگر وفات کی عدت میں ہو اور کسب حلال کیلئے باہر جانا پڑے تو عورت دن کے وقت جا سکتی ہے جبکہ رات کا اکثر حصہ گھر میں گزارے اور یہ جانا بھی اس صورت میں ہے جب خرچے کے لئے رقم نہ ہو اگر بقدر کفایت رقم ہے تو باہر نکلنا ممنوع۔ جس مرض کا علاج گھر میں نہیں ہو سکتا اس کیلئے بھی باہر جا سکتی ہے۔ جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ البتہ اگر شوہر یا مالکانِ مکان یا عدتِ وفات میں شوہر کے ورثاء نکال دیں یا مالک مکان کرایہ مانگے اور کرایہ ہے نہیں یا جہاں مال، آبرو کو صحیح اندیشہ لاحق ہو، تو مکان بدل سکتی ہے۔ (رد المحتار ۵/۲۲۳، ۲۲۵)

سوال نمبر۳۵۔ عورت کتنے دن عدت گزارے گی؟

جواب۔ اگر شوہر فوت ہوگیا تو عورت ٤ مہینے ۱۰ دِن عدت گزارے گی (البقرۃ ۲۳۴) اور اگر عورت حاملہ ہو تو عدتِ وفات بچہ جننا ہے ایک گھنٹے کے بعد جن دے یا ۹ مہینے بعد (الطلاق ۴) اور اگر شوہر نے عورت کو طلاق دی ہو تو اس میں متعدد صورتیں ہیں:۔ (۱) عورت حاملہ ہو بچہ جننا عدت ہے (الطلاق ۲۸) (۲) عورت کو حیض آتا ہے تو مکمل تین حیضوں کا گزر جانا (البقرۃ ۲۲۸) اگر عورت کو حیض میں طلاق دی ہو تو اس حیض کا اعتبار نہیں، بلکہ اس کے بعد نئے سرے سے مکمل تین حیضوں کا گزرنا ضروری ہے (۳) اگر عورت کو حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا، یا عورت اتنی عمر کی ہو چکی ہے کہ حیض آنا بند ہوگیا ہے۔تو ان کی عدت تین مہینے ہے (الطلاق ۲۸) البتہ اگر لڑکی کو حیض نہیں آیا تھا اور وہ مہینے کے حساب سے عدت گزار رہی تھی کہ حیض شروع ہوگیا تو اب تین حیض سے ہی عدت پوری کرے گی۔

وفات کی عدت تو عورت کو بہر صورت گزارنی ہوتی ہے عورت چھوٹی عمر کی ہو یا زیادہ عمر کی، شوہر سے خلوت ہوئی یا نہیں۔ البتہ طلاق کی عدت اسی صورت میں گزارنا پڑے گی۔ جب عورت سے مرد کی خلوت ہوئی ہو اگر مرد و عورت کی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت بھی نہیں بلکہ عورت طلاق کے فوراً بعد نکاح کرسکتی ہے۔

الحمدللہ! طلاق کے موضوع پر چند مسائل جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسے اپنی بارگاہِ عزّت میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، عام عوام کے لئے فائدہ مند اور حصول علم کا ذریعہ اور راقم کیلئے مغفرت کا سبب بنائے۔

اٰمین بجاہِ النّبیّ الاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد قاسم العطاری عفی عنہ

۲۶ ربیع النور ۱۴۲۴ھ ...... بمطابق ۲۹ مئی ۲۰۰۳ء